# نیک مقاصد کے لئے دولت کی طلب

مدرس : پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :کُنَّا فِیْ مَجْلِسٍ فَطَلَعَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَعَلٰی رَاْسِہٖ اَثَرُ مَاءٍ ' فَقُلْنَا :یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَرَاكَ طَیِّبَ النَّفْسِ' قَالَ :اَجَلْ' قَالَ :ثُمَّ خَاضَ الْقَوْمُ فِیْ ذِکْرِ الْغِنٰی' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :((لَا بَاْسَ بِالْغِنٰی لِمَنِ اتَّقَی اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ' وَالصِّحَّۃُ لِمَنِ اتَّقٰی خَیْرٌ مِنَ الْغِنٰی ' وَطِیْبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِیْمِ)) [مسند احمد]

رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ ہم چند آدمی ایک مجلس میں بیٹھے تھے' آنحضرت ﷺ بھی وہیں ہمارے پاس تشریف لے آئے' اور آپ کے سر مبارک پر اُس وقت پانی کا اثر تھا (یعنی معلوم ہوتا تھا کہ آپ نے ابھی غسل فرمایا ہے) تو ہم میں سے کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم محسوس کرتے ہیں کہ اس وقت حضور کا مزاج بہت اچھا' اور دل بہت خوش ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! (الحمد للہ ایسا ہی ہے) پھر اہل مجلس دولت مندی اور دنیوی خوشحالی کا کچھ تذکرہ کرنے لگے (کہ وہ اچھی چیز ہے یا بری' اور دین اور آخرت کے لئے مضر ہے یا مفید؟) تو آپ نے اس سلسلہ میں ارشاد فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے (اور اس کے احکام کی پابندی کرے) اس کے لئے مالداری میں کوئی مضائقہ اور حرج نہیں' اور صحت مندی صاحب تقویٰ کے لئے دولت مندی سے بھی بہتر ہے' اور خوش دلی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے (جس کا شکر واجب ہے)''۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر بسایا تو ضروریاتِ زندگی کی ہر چیز کا انتظام بھی کر دیا۔ چنانچہ انسان طرح طرح کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ انسانی کمزوریاں بہر حال انسان کے ساتھ ہیں۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ دنیاوی نعمتوں اور مال و دولت کی فراوانی میں منہمک ہو کر انسان اپنے مقصدِ حیات کو فراموش کر دیتا ہے۔ مال و دولت کی کثرت اسے عیش و عشرت کا

دلدادہ بنا دیتی ہے۔ وہ طرح طرح کے منکرات وفواحش میں مبتلا ہو کر گمراہی میں پڑ جاتا ہے۔ اسی سبب سے عام طور پر مال ودولت کی فراوانی کو اچھا نہیں سمجھا جاتا کیونکہ دولت مند آدمی کے لئے گناہوں کا ارتکاب آسان ہو جاتا ہے۔ مگر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اچھا اور برا پہلو تو ہر جگہ موجود ہے۔ یہ زندگی تو سراسر آزمائش ہے کہ دیکھیں کون اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا صحیح استعمال کرتا ہے۔ دولت بھی دوسری نعمتوں کی طرح ایک نعمت ہے' جہاں اس کا برا استعمال ضلالت وگمراہی کی طرف لے جاتا ہے وہاں اس کے جائز استعمال سے بے شمار نیکیاں کمائی جا سکتی ہیں۔ بنیادی طور پر مال ودولت کوئی بری چیز نہیں ہے۔ قرآن مجید میں بار ہا مال کے لئے خیر کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ چند مقامات ملاحظہ کیجئے:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۨ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴾ (البقرۃ)

''فرض کیا گیا ہے تم پر جب قریب آ جائے تم میں سے کسی کے موت بشرطیکہ چھوڑے کچھ مال کہ وصیت کرے اپنے ماں باپ کے لئے اور قریبی رشتہ داروں کے لئے انصاف کے ساتھ۔''

اور:

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَا يُنْفِقُوْنَ ۭ قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴾ (البقرۃ)

''آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں۔ آپ فرمائیے جو کچھ خرچ کرو (اپنے) مال سے تو اس کے مستحق تمہارے ماں باپ ہیں اور قریبی رشتہ دار ہیں اور یتیم ہیں اور مسکین ہیں اور مسافر ہیں۔ اور جو نیکی تم کرتے ہو تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔''

اور

﴿لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ لِلْفُقَرَاۗءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۡ يَحْسَبُھُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاۗءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ

تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۗ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴾ (البقرۃ)

''نہیں ہے آپ کے ذمہ ان کو سیدھی راہ پر چلانا' ہاں اللہ سیدھی راہ پر چلاتا ہے جسے چاہتا ہے' اور جو کچھ تم خرچ کرو (اپنے) مال سے تو (اس میں) تمہارا اپنا فائدہ ہے' اور تم تو خرچ ہی نہیں کرتے ہو سوائے اللہ کی رضا طلبی کے' اور جتنا کچھ تم خرچ کرو گے (اپنے) مال سے پورا ادا کر دیا جائے گا تمہیں اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (خیرات) ان فقیروں کے لئے ہے جو روکے گئے ہیں اللہ کی راہ میں' نہیں فرصت ملتی انہیں (روزی کمانے کے لئے) چلنے پھرنے کی زمین میں' خیال کرتا ہے انہیں ناواقف (کہ یہ) مالدار (ہیں) بوجہ ان کے سوال نہ کرنے کے۔ (اے حبیب!) آپ پہچانتے ہیں انہیں ان کی صورت سے' یہ نہیں مانگا کرتے لوگوں سے لپٹ کر' اور جو کچھ تم خرچ کرو گے (اپنے) مال سے پس یقیناً اللہ تعالیٰ اسے خوب جاننے والا ہے۔''

اور:

﴿وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ﴾ (العٰدیٰت)

''اور یقیناً انسان مال کی محبت میں بہت پکا ہے۔''

''خیر'' ہی کا لفظ نیکی اور بھلائی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یوں اس لفظ کے معنی اور مفہوم میں برائی کا عنصر کسی طرح بھی شامل نہیں۔ ہاں یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے کہ مال کی آزمائش پر پورا اترنا مشکل ہے' اسی لئے عام طور پر اس کو اچھی چیز نہیں سمجھا جاتا۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اگر کسی شخص کو مال و دولت ملے اور وہ شخص متقی اور پرہیزگار ہو' یعنی اپنے مال کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں استعمال کرے تو اس طرح کے مال و دولت میں کوئی خرابی نہیں۔ اسی طرح اپنی ضروریات کے لئے اور صدقہ وخیرات اور بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے لئے اگر دولت کی تمنا کی جائے تو یہ بھی اچھی بات ہے۔ قرآن مجید میں دنیاوی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کی قطعاً ممانعت نہیں ہے۔ سورۃ الاعراف آیت ۳۲ میں ارشاد ہے: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ﴾ ''کہہ دیجئے کس نے حرام کیا اللہ کی زینت کو جو اس نے پیدا کی اپنے بندوں کے واسطے اور ستھری چیزیں کھانے کی''۔ پس دنیاوی نعمتوں کی تمنا کرنا اور ان سے فائدہ اٹھانا ہرگز بری بات نہیں۔ البتہ ان نعمتوں سے

ناجائز فائدہ اٹھانا' اللہ تعالیٰ کو فراموش کر کے کبر ونخوت میں مبتلا ہو کر گناہوں پر دلیر ہو جانا سراسر گمراہی' گھاٹے کا سودا اور عاقبت کی بربادی کا سبب ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دنیا کی دولت جائز طریقے سے اس مقصد کے لئے حاصل کرنا چاہے تاکہ اس کو دوسروں سے سوال نہ کرنا پڑے اور اپنے اہل وعیال کے لئے روزی اور آرام وآسائش کا سامان مہیا کر سکے اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ بھی وہ احسان اور بھلائی کر سکے تو قیامت کے دن وہ اللہ کے حضور اس حال میں حاضر ہوگا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن اور چمکتا ہوگا''۔

اس سے معلوم ہوا کہ صحیح مصرف کی خاطر دنیا کا مال طلب کرنا نہ صرف جائز بلکہ بہت بڑا کارِثواب ہے جس کے نتیجہ میں روزِ حساب اسے امتیازی شان نصیب ہوگی۔ اس کے برعکس خدا کی دی ہوئی نعمت مال ودولت کو' خواہ وہ حلال ذرائع سے ہی کمائی گئی ہو' فضول خرچیوں' عیش پرستیوں' نمود ونمائش' ناجائز کاموں اور نافرمانیوں میں خرچ کرنے والا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب کا نشانہ بنے گا۔

اس حدیث کی توضیح میں مولانا محمد منظور نعمانی ؒ لکھتے ہیں کہ ''دولت مندی اور مال داری اگر تقویٰ کے ساتھ ہو یعنی اللہ کا خوف' آخرت کی فکر اور احکامِ شریعت کی پابندی نصیب ہو تو اس میں دین کا کوئی خطرہ نہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ اگر توفیق دے تو اس صورت میں یہی مال و دولت دین کی بڑی سے بڑی ترقیوں اور جنت کے اعلیٰ درجوں تک پہنچنے کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے۔ حضرت عثمان ؓ کے مناقب وامتیازات میں کافی حصہ ان کے اس مال و دولت ہی کا ہے جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں بے دریغ اور بے حساب خرچ کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی موقعوں پر ان کے حق میں بڑی بڑی بشارتیں سنائی تھیں۔ البتہ اس میں شک نہیں کہ دولت مندی کے ساتھ تقویٰ یعنی خدا ترسی اور فکرِ آخرت اور اتباعِ شریعت کی توفیق کم ہی لوگوں کو ملتی ہے' ورنہ دولت کے نشہ میں اکثر لوگ بہک ہی جاتے ہیں''۔

پس جہاں مال و دولت کے ساتھ گناہ اور معصیت کے کام آسانی سے کئے جاسکتے ہیں وہاں خدا کی خوشنودی والے کام کر کے ثواب بھی کمایا جاسکتا ہے۔ دیکھئے مال دار مسلمان زکوٰۃ ادا کر کے کتنے مفلوک الحال افراد کی مدد کر سکتا ہے۔ حج کی سعادت اسی کو نصیب ہوگی جس کے پاس مالی استطاعت ہوگی اور حج وہ نیکی ہے کہ انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتی ہے۔ الغرض دولت فی نفسہٖ خیر ہے' البتہ اس کا غلط استعمال اسے شر بنا دیتا ہے۔

اس حدیث میں حلال ذرائع سے نیک مقاصد کے لئے دولت طلب کرنے کو مستحسن کہا گیا ہے۔ اسی طرح صحت جسمانی کی قدر و قیمت کا بھی احساس دلایا گیا ہے کہ یہ انمول نعمت ہے' بلکہ دنیا کی سب سے بڑی نعمت تندرستی ہی ہے۔ تندرستی کے لئے ہمہ وقت اللہ سے دعا کرنی چاہئے اور شکر گزاری کے طور پر صحت مندی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دین کی سربلندی کی جدوجہد' بیماروں کی امداد'محتاجوں کی خبر گیری اور رفاہ عامہ کے کاموں میں بھرپور حصہ لینا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ''خوش دلی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے''۔ پس جہاں مال و دولت' خوشحالی اور صحت کی تمنا اور آرزو کی جائے وہاں خوش دلی کے لئے بھی دعا کرنا چاہئے۔

---

## بقیہ: حرفِ اول

---

گذشتہ تین برسوں سے اب یہ فیصلہ شریعت کورٹ کے سردخانے کی زینت ہے۔ بدقسمتی سے اُمت مرحوم کی قسمت دو بُرے انجاموں کے مابین معلق نظر آتی ہے..... اِلاّ یہ کہ رحمت خداوندی ہی ہماری دستگیری فرمالے! ایک انجام اُن تاخیری حربوں کی صورت میں ہے جو اللہ کے خلاف جنگ کا چیلنج قبول کرنے پر ہر روز ایک نئی افتاد کی مانند ہماری پیٹھوں پر برستا ہے۔ ملک کو لاحق داخلی اور خارجی خدشات اِس جاری جنگ کے نتائج کا محض ایک پرتَو ہیں۔ اصل انجام کو زباں پر لانے سے ہی کپکپی طاری ہوتی ہے۔ دوسرا متوقع انجام اُس جیسا ممکنہ المیہ ہے جو ۲۰۰۲ء میں پی سی او پر حلف اُٹھائی ہوئی کورٹ کے ہاتھوں کمال ہوشیاری سے انجام پذیر ہوا تھا۔ یعنی..... خاکم بدہن..... کہیں یہی کھیل فیڈرل شریعت کورٹ میں بھی نہ کھیل دیا جائے اور یہ کانٹا ہمیشہ کے لئے ہی نہ نکال دیا جائے۔ اس صورت حال میں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یہ ''وقتِ دعا'' ہے۔ ہر ہوش مند اور باشعور شخص کو معاملے کی نزاکت پہچان کر دعا کے ساتھ ساتھ اس کام کے لئے اپنا اپنا کردار ادا کرنا چاہئے!

مؤرخہ ۱۶'۱۷ فروری ۲۰۰۵ء کو بعد نماز مغرب قرآن آڈیٹوریم میں ہونے والے سیمینار بعنوان ''اسلام اور بینکنگ'' کا ہدف اور محرک بھی یہی ہے کہ موضوع کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں عمومی آگہی پیدا کی جائے۔ دلچسپی رکھنے والے افراد کے لئے یہ سیمینار علم و آگہی کا ایک بہترین ذریعہ ثابت ہوگا' ان شاءاللہ!